خراسان سے اٹھنے والے سیاہ جھنڈوں کے بارے میں روایات نقد و جرح کی کشمکش میں

افادات: ملا ہشام حفظہ اللہ

جمع و ترتیب: ڈاکٹر عمر منصور

نوع اول: فصل سابق کا خلاصہ کلام

گذشتہ تحقیقات کی روشنی میں چند باتیں معلوم ہوئیں:

۱۔ موجودہ افغانستان کا اکثر علاقہ سرزمینِ خراسان میں داخل ہیں۔ افغانستان کے اکثر شہروں میں عرب قبائل آکر آباد ہوئے اور یہاں پر اسلامی علوم اور عربی ثقافت کے ترویج میں ایک عظیم خدمت سرانجام دیا۔

۲۔ عرب قبائل نے خراسانی اور افغانی شہروں میں عرب و عجم میں باہمی تفریق کو مٹا کر یہاں عجمی خاندانوں میں رشتہ داریاں کیں، جس کی وجہ سے عرب و عجم نسلیں باہم گھل مل گئی۔ خراسانی اور افغانی دونوں قبائل جنگجو، بہادر، سخی اور غیرت مند تھے، جس کی وجہ سے ایک دوسرے کے قریب آنے میں زیادہ دقت نہ ہوئی۔

۳۔ موجودہ افغانی معاشرے میں فطری خراسانی صفات کے ساتھ ساتھ دور اول کے تابعین و تبع تابعین کے ٹھوس اسلامی صفات، عربی نقوش اور دینی خدوخال ماضی بعید و قریب کے تناظر میں کفری طاقتوں کے ساتھ مقابلے کے دوران واضح طور پر سامنے آئی۔ اسلامی تشخص، ملامت کرنے والوں کی ملامت گری کا پرواہ کیے بغیر اللہ تعالیٰ کے احکامات کے نفاذ میں عالمی طاقتوں کے ساتھ ٹکراؤ میں دور نبوی کے صحابہ کرامؓ کے طرز پر وسائل کے بغیر محض ایمانی طاقت سے انہیں شکست دیا۔

۴۔ آئندہ بھی خلافت راشدہ کے دوبارہ قیام میں آنے والے احادیث مبارکہ کی روشنی میں یہ بات مزید واضح ہو جائے گی کہ سرزمین خراسان سے اٹھنے والے سیاہ جھنڈے بیت المقدس کے ایلیاء پر گاڑنے میں خراسانی جہاد کا نمایاں کردار ہو گا۔ اور آیت مبارکہ (عبادا لنااولو باس شدید فجاسوا خلال الدیار وکان وعدا مفعولا) کا مصداق ہوں گے اور یہود، ہنود اور کفری طاقتوں کو دجال سمیت شکست سے دوچار کریں گے۔

نوع دوم:

سابقہ امور کی روشنی میں مشرقی خطوں میں عرب قبائل کی آمد اور یہاں رہائش پذیر ہو کر مختلف سیاسی سرگرمیوں میں مقامی قائدین کو شریک کرتے اور وقتی انقلابات میں بھرپور حصہ لیتے۔

اور جب بنو امیہ کے خلاف بنو عباس کی دعوت سرزمینِ مشرق یعنی خراسان میں شروع ہوئی، تو اس کی ابتداء یمانی قبائل کے قائدین سے ہوئی اور ان کی علامت سیاہ جھنڈے تھے۔ ان کی قیادت ابو مسلم الخراسانی کر رہے تھے اور وہ رایات السود سے متعلق

روایات نقل کرکے لوگوں کو بنو عباس کی حمایت کے لیے اہل بیت پر بنو امیہ کی ظلم و ستم بیان کرتے اور اہل بیت کی حکومت کے لیے لوگوں کو ترغیب دیتے اور یہ یقین دلاتے کہ اسی سیاہ جھنڈوں میں روئے زمین پر عدل وانصاف کا جھنڈا گاڑنے والے خلیفۃ اللہ امام مہدی ہوں گے۔

لیکن بنو عباس کی حکومت آتے ہی عرب و عجم میں بنو امیہ کے حامی مسلمانوں کو قتل کا نشانہ بنایا گیا اور جیسے ہی زمامِ حکومت سنبھالی، تو نبی کریم صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کی عترت اور

سید ہ فاطمہؓ اور حضرت علیؓ کی اولاد کو قید و بند کا نشانہ بنا کر ائمہ اہل بیت میں حضرت محمد بن عبد اللہ النفس الزکیہ، ان کے بھائی ابراہیم بن عبد اللہ اور ان کی حمایت کرنے والے امام ابو حنیفہؒ اور دیگر حضرات محدثین، فقہاء کرام اور جلیل قدر علمائے کرام کو مختلف بہانوں سے قتل کیا گیا۔ [دیکھئے: امام ابو حنیفہ کی سیاسی زندگی، مصنف مولانا مناظر احسن گیلانیؒ] اور بعد میں بنو عباس کے لیے سر زمینِ خراسان سے فوجوں کی قیادت کرنے والے ابو مسلم الخراسانی کو بلا کر قتل کیا گیا۔

سلطنت عباسیہ کی بنیاد رکھنے والے ابو عبد اللہ السفاح اور اس کے بھائی ابو جعفر المنصور کے بعد محمد المہدی کی حکومت آئی۔ جس کا نام محمد، لقب المہدی القرشی الہاشمی اور کنیت ابو عبد اللہ تھا۔ جو مشرق یعنی خراسان سے نکلنے والے سیاہ جھنڈوں کی وجہ سے ہی خلیفہ اللہ بنے۔

ان وجوہ کی وجہ سے بعد کے آنے والے اکثر محدثین مثلا امام ابن علیہؒ، امام احمد بن حنبلؒ، کتب صحاح کے مصنفین، علامہ ذہبیؒ اور کئی جلیل القدر فقہائے کرام اور محدثین عظام نے سیاہ جھنڈوں سے متعلق راویانِ حدیث پر تو یا خوب جرح کی اور یا سیاہ جھنڈوں سے متعلق روایات کو قبول کرنے میں توقف کیا۔ لیکن بعض جلیل القدر محققین جیسے امام بزارؒ اور امام حاکمؒ وغیرہ حضرات نے ان روایات کی تصحیح کی تھی۔

تاہم سقوط بغداد کے بعد بعض جلیل القدر علمی شخصیات نے ان روایات کی اسانید کو از سرِ نو تحقیق و تشریح کی چھلنی سے گزار کر ان روایات کی تحسین کی، جن میں مشہور مفسر، محدث اور عظیم مؤرخ علامہ ابن کثیر کا نام سر فہرست ہے، جنہوں نے رایات السود یعنی سیاہ جھنڈوں سے متعلق روایات کو قبول کیا اور ظہورِ مہدی سے پہلے علامات میں ان جھنڈوں کا بطور خاص تذکرہ کیا۔

ایسے ہی مشہور شارحِ حدیث، نقاد اور شافعی المسلک فقیہ حافظ الحدیث علامہ ابن حجرؒ اور علامہ ہیثمیؒ نے بھی سیاہ جھنڈوں والی روایات کو علمی اور تحقیقی اعتبار سے قبول کیا۔ تاہم فنِ تاریخ کے ان موشگافیوں سے واقفیت رکھنے والے محدثین، فقہاء کرام اور ماضی قریب کے مصنفین نے بھی متقدمین کے نہج پر چلتے ہوئے سیاہ جھنڈوں والی روایات کو یا تو یکسر مسترد کیا اور یا تنقیدی اشکالات کرکے درجۂ قبولیت سے نکالنے کے لیے تطبیق انداز میں ڈالنے کے لیے اتنی سخت شرائط لاگو کر دی، کہ اب ان روایات کو ہاتھ لگانے مشکل ہو گیا۔

۱۹۷۹ میں حرم شریف امام مہدی کی حکومت لانے کے لیے آنے والی جہیمان جماعت نے بھی بلاد الحرمین نے محققین حدیث کی روش اختیار کر کے سیاہ جھنڈوں والی روایات کے بارے میں یہی روش اپنائی کہ یہ سند کے اعتبار سے ضعیف ہے، لہذا ان کو ظہورِ مہدی کی نشانی قرار دینا درست نہیں، جس کے نتیجے میں حرم شریف میں سخت خونریزی ہوئی۔

اس واقعے کے متصل بعد افغانستان پر روسی جارحیت کے دفاع کے لیے عرب و عجم کا ایک بار اتحاد ہوا اور عرب مجاہدین نے افغانی مجاہدین کی مدد کے لیے تیرا سو ۱۳۰۰ سال بعد دوبارہ سرزمین خراسان کی طرف ہجرت اور جہاد کے لیے سفر کیا، اتفاق سے اس مرتبہ بھی سیاہ جھنڈے لے کر عرب مجاہدین سرزمینِ خراسان میں اترے، مگر اس بار افغانی مجاہدین نے عربوں کی نصرت کو اپنی ماضی اور اپنی عرب و عجم کی اصلیت کا علم نہ رکھنے کے باوجود وہ محبتیں دیں، جس کی نظیر تاریخ میں بہت کم ملتی ہے۔ اس کے بعد جب روسی افواج شکست کھا کر بھاگ گئی تو کئی ہزاروں مجاہدین نے اپنا مسکن دوبارہ سرزمین خراسان کو تجویز کیا، مگر اس بار کی رہائش پہلے کی طرح سکون واطمینان عزت وو قار کی نہیں تھی، بلکہ دنیا بھر کی دشمنی، قطع تعلقی اور ہر قسم کی پابندی کا سامنا کرنا تھا۔

جس کے مقابلے کے لیے افغانی عوام نے قرآنی محبت میں عربوں کی اپنی مثال آپ میزبانی کی اور ان کی خاطر اپنی حکومت کو ختم کر کے بیس ۲۰ سالہ طویل جنگ کو قبول کیا، مگر عرب مہمانوں کو کفری طاقتوں کے حوالے کرنے سے انکار کر دیا۔

بنو عباس کے سیاہ جھنڈوں اور موجودہ سیاہ جھنڈوں میں فرق:

اس تناظر میں سیاہ جھنڈوں سے متعلق روایات کا انکار کرنے والے حضرات اس بات کی طرف توجہ دیں کہ بنو امیہ سے حکومت لینے کا حق بنو عباس کو تھا یا نہیں؟ اس سے قطع نظر اگر اس زمانے کے حالات اور موجودہ صورت حال کا موازنہ کیا جائے، تو دونوں میں فرق صاف ظاہر ہے۔

۱۔ بنو امیہ اور بنو عباس میں اختلاف سلطنت کے حصول کے لیے تھا اور اس میں ایک فریق کو سلطنت دینے کے لیے سیاہ جھنڈوں والی روایات کو بیان کر کے لوگوں کو یہ زعم کرانا مقصود تھا کہ مشرق سے اٹھنے والے سیاہ جھنڈوں میں آگے جا کر امام مہدیؑ کا ظہور ہو گا۔

یہ طرز چونکہ شرعی اعتبار سے درست نہیں تھا اور اس زمانے میں ان روایات کا مقصد یہی ہوتا تھا، اس وجہ سے ان روایات کو بیان کرنے سے علمائے حق توقف

کرتے تھے۔

اور موجودہ زمانے میں سیاہ جھنڈوں والی روایات سے مقصود رائج اسلامی سلطنتوں میں سے کسی ایک سے حکومت چھین لینا مقصود نہیں تھا، بلکہ ان جھنڈوں کا عرب سے آکر سرزمینِ افغان پر قابض روسی افواج کے خلاف جہاد کرنا تھا، جس کے جواز کا اس زمانے میں کوئی عربی یا عجمی مفتی، عالم اور عام مسلمان بھی منکر نہیں تھا۔

۲۔بنو عباس کے سیاہ جھنڈے اپنی نسلی تفاخر اور عصبی فوقیت کی خاطر اہل بیت پر ہونے والے مظالم کو استعمال کرکے اپنی حق خلافت کو ثابت کرتے تھے۔

جب کہ موجودہ زمانے میں سیاہ جھنڈوں کا عرب ممالک سے افغانستان آنے کا مقصد اسلامی سرزمین سے کفار کے ظلم کا دفاع تھا، محض اخلاص اور للّٰہیت کی خاطر افغانستان پر قدم رکھا گیا۔

بلکہ موجودہ سیاہ جھنڈوں کا مقصد نسلی تفاخر کو ختم کرکے عصبیت کے نعروں کو مٹانا تھا اور ان کا مقصد اپنے لیے حق خلافت لینا نہیں تھا، بلکہ اہل بیت میں سے آنے والے امام مہدی کے لیے بطور تمہید اپنا شرعی فریضہ سرانجام دینا تھا۔

۳۔بنو عباس کے سیاہ جھنڈوں نے اہل بیت کے نام حاصل ہونے والی سلطنت میں اہل بیت کو ظلم وستم کا نشانہ بنایا، جس کی وجہ سے کئی جلیل القدر فقہائے کرام محدثین عظام اور علمائے حق کو قید وبند اور قتل کیا گیا۔

جب کہ موجودہ زمانے میں سیاہ جھنڈے نہ علمائے کرام فقہاء اور دیندار لوگوں کی قدر کرتے ہیں، بلکہ اہل بیت کے حقوق کے نام پر رائج بعض زندیق اور بدعتی گروہوں کی بھی مخالفت کرتی ہے۔

۴۔بنو عباس کی خلافت کا مقصد بیت المقدس کو آزاد کرانا مقصود نہیں تھا، بلکہ بیت المقدس کی ایلیاء پر تو سیدنا عمرؓ کے دور خلافت میں اسلام کا جھنڈا لہرا تھا۔

اور موجودہ زمانے میں سیاہ جھنڈوں کا مقصد خلافت عثمانیہ کے خاتمے کے بعد مسلمانوں کے قبلۂ اول میں یہودی آبادکاری اور فلسطینی مسلمانوں کو قتل کرنے اور بیت المقدس کو اسرائیل کا دارالخلافۃ بنانے کے خلاف مسلمانوں کے اس سرزمین کو یہودیوں سے آزاد کرانا تھا۔

سیاہ جھنڈوں کا مقصد کیا؟

۱۔موجودہ زمانے میں سیاہ جھنڈوں کا مقصد حرمین شریفین اور بیت المقدس پر یہود وعیسائیوں کی آمد کے خلاف جدوجہد کرکے مسلمانوں میں جذبہ جہاد پیدا کرنا ہے، جو کہ مستقل دینی شعبہ اور اسلامی حمیت ہے۔

۲۔موجودہ زمانے میں سیاہ جھنڈوں کا عملی میدان افغانستان، فلسطین، عراق وشام، کشمیر اور برما کے مسلمانوں پر رائج مظالم کو ختم کرنا ہے، جن کے لیے انہوں نے اپنے جانوں کے نذرانے پیش کیے۔

۳۔خلافت عثمانیہ کے سقوط میں حصہ لینے والے عرب ممالک نے انگریزوں کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے مسلمانوں کے سروں سے خلافت کا سایہ ختم کر دیا، موجودہ دور میں سیاہ جھنڈوں کا مقصد اسی خلافت کا احیاء ہے۔

۴۔ پوری دنیا کے مسلمانوں پر قرآن وسنت کے بجائے طاغوتی نظام رائج ہو چکا ہے، جس میں نہ تو مسلمانوں کی جان محفوظ ہے اور نہ ہی ان کی مال وعزت، بلکہ اب تو بلاد الحرمین میں کھلم کھلا فحاشی عریانی اور کفری نظام لانے کے لیے ایک منظم ترتیب شروع ہو چکی ہے۔ موجودہ دور میں سیاہ جھنڈوں کا مقصد مسلمانوں کو اپنی عظمت رفتہ دینے کے لیے نظریہ جہاد کو زندہ کرنا ہے۔

۵۔ مسلمانوں پر ایک امیر کا مقرر ہونا فرض کفایہ ہے، یعنی اگر مسلمانوں کی ایک جماعت اس مقصد کو پورا کرے گی تو دوسرے مسلمانوں سے یہ فریضہ ساقط ہو گا لیکن اگر مسلمانوں مکمل طور پر اپنے اس فریضے سے غفلت برتیں گے، تو سارے مسلمان گناہ گار ہوں گے۔ موجودہ دور میں سیاہ جھنڈوں کا مقصد مسلمانوں میں جذبہ جہاد، مظلوم مسلمانوں کی کسمپرسی کو اپنی مقدور بھر استطاعت کے مطابق ختم

کرنے کے لیے مسلمانوں کے سروں پر ایک اسلامی امارت تشکیل دیناہے۔ تا کہ امت مین تفرقہ اور اختلاف کو ختم کیا جائے۔